سننا

آپ یہاں آ کر میری باتیں کیوں سن رہے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ لوگوں کی باتیں کیوں سنتے ہیں؟ اور کسی شخص کو سننے کا کیا مطلب ہے؟ آپ یہاں ایک شخص کے سامنے بیٹھے ہیں جو کچھ بول رہا ہے۔ کیا آپ اس لیے سن رہے ہیں کہ آپ اس سے اپنے ہی خیالات کی توثیق کر سکیں، اس سے اپنے افکار کو موازنہ کر سکیں یا پھر آپ کچھ نیا تلاش کرنے اور اسے پرکھنے کے لیے سن رہے ہیں؟ کیا آپ اس کا فرق محسوس کر رہے ہیں؟ تلاش کے مقصد سے سننا اس سننے سے یکسر مختلف ہے جو صرف اپنے ہی خیالات کی توثیق کے لیے سنا جاتا ہے۔ اگر آپ یہاں صرف اپنے ہی خیالات کی توثیق کے لیے اور اپنی فکر میں حوصلہ پانے کے لیے سن رہے ہیں تو آپ کا سننا بہت ہی کم معنی خیز ہوگا۔ لیکن اگر آپ اصلیت کیا ہے، یہ تلاش کرنے کے لیے سنتے ہیں تو آپ کا من آزاد ہوتا ہے۔ کسی سے بندھا ہوا نہیں ہوتا۔ وہ اُس وقت بے انتہا تیکھا، تیز، زندہ، متلاشی اور متجسس ہوتا ہے۔ وہ تلاش کے لیے اہل ہوتا ہے۔

اس لیے یہ سمجھ لینا نہایت ضروری ہے کہ ہم کیوں سنتے ہیں اور کیا سنتے ہیں۔

کیا آپ کبھی پرسکون بیٹھے ہیں، ایک دم پرسکون، بالکل غیر متحرک، جب

آپ کا دھیان کسی مخصوص شے پر مرکوز نہیں ہوتا، جب آپ اسے کہیں مرکوز کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟ اس کیفیت میں آپ کو سب کچھ سنائی دیتا ہے، کیا نہیں؟ تب آپ بہت دور کی آوازیں سنتے ہیں، کم دور کی آوازیں سنتے ہیں، قریب کی آوازیں سنتے ہیں اور ایک دم پاس کی آوازیں سنتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے آپ سچ مچ ہر آواز سن رہے ہیں، آپ کا من اب کسی مخصوص حصار تک محدود نہیں ہے، اگر آپ اس طرح سن سکتے ہیں، اطمینان کے ساتھ، آرام کے ساتھ، تب آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر ایک حیرت ناک تبدیلی واقع ہو رہی ہے، ایک ایسی تبدیلی جو آپ کے چاہنے سے، آپ کی کوشش سے نہیں آتی۔ اس تبدیلی میں ایک عظیم حسن ہوتا ہے، اور ایک گہری داخلی نظر ہوتی ہے۔

کبھی آپ اسے محسوس کر کے دیکھیں، ابھی کر کے دیکھیں۔ جیسے آپ ابھی مجھے سن رہے ہیں، آپ صرف مجھے ہی نہ سنیں بلکہ اپنے آس پاس کی ہر آواز کو سنیں۔ ان ساری گھنٹیوں کو سنیں، گایوں کے گلے کی گھنٹیاں، دور سے آتی ہوئی ٹرین اور سڑک پر چل رہی بیل گاڑیوں کی آوازیں سنیں، آپ اور نزدیک آئیں اور میری بھی آواز سنیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس طرح کے سننے میں بہت گہرائی ہے؛ لیکن اس کے لیے آپ کا من انتہائی پرسکون ہونا چاہیے۔ اگر آپ سچ مچ سننا چاہتے ہیں تو آپ کا من اپنے آپ پرسکون ہو جاتا ہے۔ تب آپ کا دھیان آپ کے پاس رونما ہونے والے کسی بھی واقعے سے ٹوٹتا نہیں۔ چونکہ آپ ہر چیز کو اطمینان کے ساتھ سن سکیں، آنند کے ساتھ سن سکیں تو آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل اور دماغ میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ ایک ایسا انقلاب جو آپ کی فکر کی پیداوار نہیں ہے، جسے کسی بھی طرح سے آپ کی تخلیق نہیں ہے۔

خیال ایک عجیب شے ہے۔۔۔آپ کو نہیں لگتا؟۔۔۔کیا آپ جانتے ہیں کہ خیال کیا ہوتا ہے؟ بیشتر لوگوں کے لیے فکر کرنا یا سوچنا من کے ذریعے تخلیق کیا گیا محض ایک عمل ہے اور وہ ان خیالات کے لیے لڑتے ہیں،لیکن اگر آپ سچ مچ ہر شے کو سنتے ہیں، اپنے اندر پانی کو سمیٹتے ہوئے ندی کے ساحلوں کو، پرندوں کے نغموں کو، بچے کے رونے کو، جھڑکتی ہوئی ماں کو، تکلیف پہنچا رہے اپنے دوست کو، آپ کے کاموں میں کیڑے نکالتی ہوئی بیوی کو یا شوہر کو، تب آپ محسوس کریں گے کہ آپ الفاظ سے ماورا جا رہے ہیں اور اس سے مزید دست بردار ہوتے جا رہے ہیں ان لفظی اقوال کے اثرات سے جو اکثر لوگوں کے دلوں کو تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔

ان لفظی اقوال سے دست بردار ہو جانا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ آخر وہ کیا ہے جسے ہم سب چاہتے ہیں؟ چاہے آپ نوجوان ہوں یا معمر ہوں، خواہ ہم برسوں کا تجربہ رکھتے ہوں یا ایک دم کورے کچے ہوں، ہم سبھی خوش رہنا چاہتے ہیں۔۔کیا ایسا نہیں ہے؟ جب ہم طالب علم ہوتے ہیں اس وقت ہم کھیلنے میں، مطالعہ کرنے میں اور مختلف چھوٹی چھوٹی اشیا کو کرنے میں خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں تو چیزوں کو جمع کرنے، روپیوں میں، خوب صورت مکان میں، ایک سمجھ دار بیوی یا شوہر میں، ایک اچھے کاروبار میں اس خوشی کی تلاش کرنے لگتے ہیں۔جب یہ ساری چیزیں ہمیں خوشی نہیں دے پاتیں تو ہم کسی اور شے کی طرف متوجہ ہونے لگتے ہیں۔بالآخر ہم کہنے لگتے ہیں،''اب مجھے سب کچھ چھوڑ دینا چاہیے، اس کے بعد ہی مجھے خوشی حاصل ہو سکے گی''۔اس لیے اس کے بعد ہم دنیا سے بیزار ہونے لگتے ہیں۔نتیجتاً ہم اپنا خاندان اور اپنا سارا اثاثہ ترک کر دیتے ہیں اور دنیا سے سنیاس لے لیتے ہیں یا پھر ہم یہ سوچ کر کسی روحانی گروہ کا دامن تھام لیتے ہیں کہ ہم وہیں آپس میں مل کر برادرانہ

اخوت کی باتیں کرتے ہوئے، اپنے گرو یا پیر یا ماسٹر یا کسی مثالی شخص کی تقلید کرتے ہوئے، ان میں عقیدت رکھتے ہوئے خوشی اور آنند حاصل کر لیں گے۔لیکن یہ سب حقیقت میں خود سے بدسلوکی، ایک طرح کی خود فریبی اور اندھی عقیدت ہے۔

کیا آپ سمجھ پا رہے ہیں کہ میں کس سلسلے میں بات کر رہا ہوں؟ جب آپ اپنے بالوں میں کنگھی کرتے ہیں، جب آپ اچھا دکھائی دینے کے لیے صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں تو یہ سب آپ اپنی خوشی کے لیے کرتے ہیں۔۔۔۔کیا نہیں کرتے؟ جب آپ کسی امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ کچھ ڈگریاں وابستہ کر لیتے ہیں، جب آپ کوئی ملازمت پاتے ہیں یا کوئی مکان یا جائداد خرید لیتے ہیں، یا جب آپ کسی مذہبی سماج میں شامل ہوتے ہیں جس کے رہنما کہتے ہیں کہ ان کے پاس ان دیکھی عظیم روحوں کے پیغام آتے ہیں تو ان تمام کارکردگیوں کے پس پشت دراصل یہی خوشی حاصل کرنے کی لالچ کام کر رہی ہوتی ہے۔

لیکن ایسا ہے کہ خوشی اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوتی۔ان تمام اشیا میں سے کسی ایک میں بھی خوشی نہیں ہے۔تھوڑے عرصے کے لیے بھلے ہی آپ کچھ مادی خوشی حاصل کر لیں، اطمینان کا احساس کریں لیکن آپ دیکھیں گے کہ کچھ ہی وقت کے بعد یہ سب دکھ میں بدل جاتا ہے، کیونکہ ہمارے من میں جو بھی اشیا آتی ہیں ان میں کسی میں بھی دائمی خوشی ہے ہی نہیں۔چومنے کے بعد آنسو اور قہقہہ کے بعد دکھ اور بے بسی کی آمد ہوتی ہے۔ہر شے مرجھا جاتی ہے، برباد ہو جاتی ہے۔اس لیے آپ جب نوجوان ہیں اسی وقت سے آپ کو اس عجیب شے کی تلاش شروع کرنی ہوگی جسے آنند یا خوشی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ تعلیم کا خاص مقصد ہے۔

جب آپ خوشی کے لیے کاوش کرتے ہیں تو خوشی وہاں نہیں ہوتی اور یہی آنند کا

خوشی کا سب سے بڑا راز ہے؛ کہنے میں اگرچہ یہ کافی آسان ہے، میں اسے بڑے آسان الفاظ میں کہہ سکتا ہوں، لیکن صرف مجھے سن کر یا جو کچھ سنا ہے اسے دہرا کر آپ آنند حاصل نہیں کر سکتے۔ آنند بہت پراسرار ہے، وہ اس وقت موجود ہوتا ہے جب آپ اس کی خواہش نہیں کرتے ہیں۔ جب آپ آنند حاصل کرنے کے لیے کوشش نہیں کرتے ہیں تو یہ بالکل غیر متوقع طور پر بڑے پراسرار طریقے سے آپ کے قریب آ جاتا ہے، تقدس اور محبت سے بھرا ہوا۔ لیکن اس کے لیے بڑی گہری سمجھ کی ضرورت ہے، نہ کہ کسی جماعت میں شامل ہونے کی یا کوئی بڑی ہستی بننے کی کوشش کی۔ حق کوئی ایسی شے نہیں جسے ہم کسی سے حاصل کر سکیں۔ حق کی آمد اسی وقت ہوتی ہے جب آپ کے دل اور دماغ کے اندر موجود کوشش کے تمام جذبے معدوم ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ کچھ بننے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ آنند وہاں موجود ہوتا ہے جب آپ کا من ایک دم پرسکون اور ہر شے کے لیے حساس ہوتا ہے۔ آپ میرے الفاظ کو بھلے ہی سن لیں لیکن آنند کے حصول کے لیے آپ کو یہ تلاش خود کرنی ہوگی کہ اپنے من کو ہر طرح کے خوف سے آزاد کر لیں۔

جب تک آپ کسی شخص سے خوف زدہ ہیں تب تک آپ سکھ چین نہیں پا سکتے۔ جب تک آپ اپنے والدین اور اپنے اساتذہ سے خوف زدہ ہیں، جب تک آپ امتحان میں فیل ہو جانے سے، ترقی نہیں کر پانے سے، گرو یا حق کے قریب نہ پہنچ پانے سے، دوسروں کے ذریعے اعزاز یا تعریف نہیں حاصل کر پانے سے خوف زدہ ہیں، تب تک آپ کی زندگی میں خوشی نہیں آ سکتی۔ اگر آپ سچ مچ کسی سے بھی خوف زدہ نہیں ہیں تو آپ محسوس کریں گے کہ یہ حیرت ناک شے بن بلائے مہمان کی طرح، بغیر منت سماجت کیے، بغیر امید کیے اچانک ظاہر ہوگی، اس وقت جب آپ علی الصبح

اٹھ رہے ہوں گے یا تنہا کہیں گھوم رہے ہوں گے۔ پھر خواہ آپ اسے پریم کہیں، حق کہیں یا آنند کہیں، آپ محسوس کریں گے کہ یہ آپ کے اندر اچانک موجود ہے۔

اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ بچپن سے ہی صحیح تعلیم حاصل کریں۔ آج جسے ہم تعلیم کے نام سے جانتے ہیں وہ قطعی تعلیم نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں ان تمام باتوں کے بارے میں بالکل نہیں بتایا جاتا۔ آپ کے اساتذہ تو آپ کو صرف امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ لیکن وہ آپ کو زندگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاتے جو نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ بہت کم لوگ ہیں جو جینا جانتے ہیں۔ ہم میں سے بیشتر لوگ تو صرف زندہ رہتے ہیں۔ ہم کسی نہ کسی طرح زندگی کو ڈھوتے رہتے ہیں، اس لیے زندگی ہمارے لیے ایک بھیانک چیز بن جاتی ہے۔ سچ مچ جینے کے لیے تو بہت زیادہ محبت، خاموشی کے لیے گہرا جذبہ، حسیت کی بہتات کے ساتھ انتہا درجے کی سادگی ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ایسا دماغ چاہیے جو تعصب، اندھی عقیدت، خوف اور امید سے آزاد ہو اور بڑی وضاحت سے سوچ سکے۔ یہ ہے ہماری زندگی اور اگر ہم اس طرح کی زندگی جینے کے لیے تیار نہیں کیے جاتے ہیں تو پھر تعلیم کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ آپ بھلے ہی سلیقے سے رہنا سیکھ لیں، آپ کا برتاو اچھا ہو، آپ تمام امتحانات میں کامیابی حاصل کر لیں لیکن یہ سب سطحی باتیں ہیں۔ اور اگر آپ ایسے وقت ان باتوں کو اولیت کا درجہ دیتے ہیں جب ہمارا معاشرہ شکست ہو رہا ہو تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی شخص جس کا پورا مکان ہی جلا جا رہا ہو، اپنے ناخنوں کی صفائی کرنے اور ان کو چمکانے میں لگا ہو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی شخص ان موضوعات کے بارے میں آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ کوئی آپ کے ساتھ ان کی تلاش نہیں کرتا۔ جس طرح ریاضی، تاریخ اور جغرافیہ کے مطالعے میں آپ دن پر دن

صرف کرتے رہتے ہیں اسی طرح زندگی کی ان سنجیدہ مسائل پر گفتگو کرنے میں بھی آپ کافی وقت لگائیں کیونکہ ان سے آپ کی زندگی مستحکم ہوگی۔

*****

سوالی: کیا خدا کی عبادت کرنا حقیقی دھرم نہیں ہے؟

کرشن مورتی: سب سے پہلے ہم یہ معلوم کرلیں کہ دھرم کیا نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح طریقہ نہیں ہوگا؟ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ دھرم کیا نہیں ہے، تب ہم ممکن ہے کچھ اور بھی سمجھنا شروع کر دیں گے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے گندی کھڑکی کے شیشے صاف کر لینے کے بعد اس میں سب کچھ صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس لیے ہم اس من کو سمجھیں اور اس سے وہ سب کچھ پونچھ ڈالیں جو اصل میں دھرم نہیں ہے۔ یہ کہہ کر کہ میں اس پر سوچوں گا، بس الفاظ سے نہ کھیلتے رہیں۔ ممکن ہے آپ ویسا کر پائیں لیکن بیشتر بزرگ لوگ تو پہلے سے ہی بندھے جکڑے ہوے ہیں۔ انھوں نے خود کو ایسے ڈھانچے میں مستحکم کرلیا ہے جو دھرم نہیں ہے، اس اب وہ نہیں چاہتے کہ کوئی انھیں پریشان کرے۔

اس لیے دھرم کیا نہیں ہے؟ کیا آپ نے کبھی اس کے بارے میں سوچا ہے؟ آپ سے یہ بار بار کہا گیا ہے کہ دھرم کسے مانا جائے، یعنی خدا میں اور دیگر اسی طرح کی بیسیوں چیزوں میں عقیدہ رکھنا۔ لیکن کسی نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ دھرم کیا نہیں ہے۔ اب ہم لوگ اس کی تلاش کرتے ہیں۔

مجھے یا کسی اور کو سنتے وقت آپ کو جو کچھ کہا جاتا ہے اسے قبول نہ کریں، لیکن آپ سچ کا پتا لگانے کے لیے سنیں۔ اگر آپ خود ایک بار یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دھرم کیا نہیں ہے تو دنیا کی کوئی کتاب، کوئی استاد آپ کو زندگی میں کبھی دھوکا نہیں دے سکتا۔ کسی پر یقین کرکے، کسی کی تقلید کرکے آپ خوف کے زیر اثر کوئی نظریہ نہیں قائم کرسکتے۔ یہ

جاننے کے لیے کہ دھرم کیا نہیں ہے، آپ کو اپنے روزمرہ کی زندگی سے شروعات کرنی ہوگی تبھی آپ گہرائی میں اتر سکیں گے۔ بہت دور جانے کے لیے آپ کو نزدیک سے شروعات کرنی ہوگی اور پہلا قدم ہی بہت اہم ہوتا ہے۔ اس لیے ہم دیکھیں کہ کون سی باتیں دھرم نہیں ہیں۔ کیا رسوم و روایات کی پیروی دھرم ہے؟ کیا بار بار پوجا کے لیے جانا دھرم ہے؟

رسوم کی ادائیگی یا روایات کی پیروی بلا شبہ دھرم نہیں ہے۔ کیونکہ ان رسوم کو انجام دیتے وقت آپ کچھ طریقوں کو دہراتے رہتے ہیں۔ یہ طریقے آپ کو دوسروں سے حاصل ہوے ہوتے ہیں۔ ان رسوم کو انجام دیتے وقت آپ بھلے ہی کچھ خوشی حاصل کرلیں جیسے کہ ان روایات کی پیروی کے دوران آپ جو کچھ کرتے ہیں اس کے بارے میں آپ کچھ نہیں جانتے۔ چونکہ آپ کے والد، دادا یہ سب کرتے آئے ہیں اس لیے آپ بھی ایسا کر رہے ہیں۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو وہ آپ کو پھٹکاریں گے۔ یہ دھرم نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیا ہے؟

اور مندر میں بھی کیا ہے؟ ایک گڑھی گڑھائی مورت جسے انسان نے اپنے ہاتھوں سے اپنے تخیل کے مطابق بنایا ہے۔ مورت کسی کی علامت ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی یہ ہے تو مورت ہی۔ یہ حقیقی چیز نہیں ہے۔ کوئی مورت یا کوئی لفظ وہ چیز نہیں ہے جس کی وہ نمائندگی کرتی ہے۔ لفظ 'دروازہ' سچ مچ دروازہ نہیں ہے۔ لفظ حقیقی طور پر شے نہیں ہے۔ ہم مندر میں کس کی پوجا کرنے جاتے ہیں؟ ایک مورت کی جسے علامت مان لیا گیا ہے لیکن یہ علامت حقیقی شے نہیں ہے۔ پھر آپ مندر میں کیوں جاتے ہیں؟ میں کسی کی برائی نہیں کر رہا ہوں، حقیقت یہی ہے۔ اور اگر یہ حقیقت ہے تو پھر آپ اس کی کیوں فکر کرتے ہیں کہ جو مندر میں جاتا ہے وہ چھوت ہے یا

اچھوت، برہمن ہے یا کوئی اور۔ آپ جانتے ہیں اس کی فکر کون کرتے ہیں؟ وہ بڑے جنھوں نے علامت کو ہی دھرم مان لیا ہے اور جس کے لیے وہ لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں لیکن یہ دھرم نہیں ہے۔ خدا کبھی علامت نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ہم نے دیکھا کہ علامت یا مورت کی پوجا دھرم نہیں ہے۔

تو کیا عقیدت دھرم ہے؟ یہ سوال اور بھی زیادہ پیچیدہ ہے۔ ہم نے خارج سے شروع کیا، اب ہم تھوڑی گہرائی میں اتریں۔ کیا عقیدت دھرم ہے؟ عیسائی کسی ایک راستے پر عقیدہ رکھتے ہیں تو ہندو کسی دوسرے پر۔ مسلمان کسی میں عقیدت رکھتے ہیں تو بودھ کسی اور میں اور یہ سبھی اپنے آپ کو اونچے دھرماتما مانتے ہیں اور ان سب کے اپنے اپنے مندر، خدا، علائم اور یقین ہیں۔ کیا یہ سب دھرم ہو سکتا ہے؟ آپ جب کسی دیوتا، رام، سیتا، خدا یا اسی طرح کی دیگر شے میں عقیدت رکھتے ہیں تو کیا وہ دھرم ہے؟ آپ میں یہ عقیدت آتی کہاں سے ہے؟ آپ محض اس لیے عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ آپ کے والدین اور آپ کے دادا اسی طرح کا یقین رکھتے تھے یا کچھ مقدس کتابیں پڑھ کر جنھیں آپ مانتے ہیں کہ شنکراچاریہ یا بدھ نے لکھی ہیں، یہ مان لیتے ہیں کہ یہ سب سچ ہیں۔ آپ میں سے بیشتر گیتا جو کچھ کہتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں؛ آپ واضح طور پر اور سادگی سے اس تجزیہ نہیں کرتے جیسے کہ آپ کسی دیگر کتاب کا کرتے ہیں۔ آپ تلاش حق کے لیے کوشش نہیں کرتے۔

تو ہم نے یہ دیکھا کہ رسوم یا روایات دھرم نہیں ہیں۔ مندر میں جانے میں اور عقیدہ رکھنے میں بھی دھرم نہیں ہے۔ غور کریں تو یہ عقیدت انسانوں کو انسانوں سے دور کرتی ہے، ان کو تقسیم کرتی ہے۔ عیسائیوں کے اپنے عقاید ہیں اس لیے وہ دوسروں کے عقاید سے الگ ہو گئے ہیں اور باہم بھی بٹے ہوے ہیں۔ ہندو آپس میں ہی ایک

دوسرے سے نفرت میں بھرے ہوے ہیں کیونکہ وہ برہمن اور غیر برہمن میں تقسیم ہیں۔ اس لیے یقین، عقیدہ تباہی، دشمنی اور تقسیم کو جنم دیتی ہے۔ یہ ہرگز دھرم نہیں ہو سکتے۔

تو پھر دھرم ہے کیا؟ اگر آپ نے کھڑکی کو بالکل صاف کر لیا ہے یعنی آپ نے سچ مچ یہ سارے رسوم ترک کر دیے ہیں، یہ سارے یقین چھوڑ دیے ہیں، کسی رہنما یا گرو کی تقلید بند کر دی ہے تو آپ کا من کانچ کی اس کھڑکی کی طرح ہو جاتا ہے جو ایک دم صاف شفاف ہے۔ آپ پھر اس میں سے ہر چیز کو صاف صاف دیکھ سکتے ہیں۔ جب آپ کے من سے ان تمام علائم، اعمال، مورتوں، لفظوں، منتروں اور خوف کی دھول ایک دم صاف کر دی جاتی ہے تو آپ جو کچھ بھی دیکھیں گے وہ حق ہوگا، مستحکم ہوگا، دائمی ہوگا۔ جسے آپ بھلے ہی خدا کہہ لیں لیکن اس کے لیے بڑی داخلی نظر، گہری سمجھ اور صبر و سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ صرف انھیں لوگوں کے لیے ممکن ہے جو سچ مچ یہ تلاش کرتے ہیں کہ دھرم کیا ہے اور اس تلاش کو آخر تک جاری رکھتے ہیں۔ صرف وہ شخص ہی یہ جان پاتا ہے کہ دھرم کیا ہے۔ دوسرے سارے لوگ صرف الفاظ کے ساتھ کھلواڑ میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان کے تمام زیورات، ان کی تمام جسمانی آرائش، ان کی عبادتیں، ان کی گھنٹیاں سب اندھی عقیدت کے نمونے ہیں جن کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔ جب ہمارا من مروجہ دھرم کے خلاف انقلاب برپا نہیں کرتا ہے تب تک صحیح دھرم کی تلاش ممکن نہیں ہے۔